پاکستانی معیشت کی کیفیت

مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

1.1 معاشی صورتحال

ملک کی معیشت بدستور ملکی و بین الاقوامی دھچکے برداشت کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کررہی ہے۔ اگرچہ ان دھچکوں کے نقصانات ہوئے ہیں تاہم توقع ہے کہ مالی سال 2008ء میں معیشت کی نمو اچھی رہے گی گوکہ یہ ہدف سے خاصی کم ہوگی۔ معیشت کی اب تک کی کارکردگی پہ موسمِ خریف کی فصلوں کی مایوس کن صورتحال اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کمی (خصوصاً دسمبر 2007ء میں) نے منفی اثر ڈالا ہے۔ دوسری طرف خدمات کے شعبے کی صورتحال بہتر ہے اور امید ہے کہ اس کی شاندار کارکردگی مسلسل چھٹے سال بھی قائم رہے گی۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س06ء	م س07ء	م س08ء
شرحِ نمو (فیصد)				
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	جولائی تا دسمبر	8.7	8.3	4.5
برآمدات (ایف او بی)	جولائی تا فروری	18.8	3.4	7.9
درآمدات (ایف او بی)	جولائی تا فروری	46.3	9.9	21.9
ٹیکس محاصل (ایف بی آر)	جولائی تا جنوری	21.8	25.1	10.6
صارف اشاریہ قیمت (12 ماہی حرکت پذیر اوسط)	جولائی تا فروری	8.9	7.7	8.4
نجی شعبے کو قرضہ	جولائی تا یکم مارچ	18.9	11.2	11.7
رسد زر (زر2)	جولائی تا یکم مارچ	9.5	8.7	7.1
ارب امریکی ڈالر				
کل سیال ذخائر[1]	آخرِ فروری	11.5	13.3	14.1
ملکی ترسیلات	جولائی تا جنوری	2.4	3.0	3.6
بیرونی نجی سرمایہ کاری	جولائی تا جنوری	1.5	3.4	2.3
جی ڈی پی کا فیصد[2]				
مالیاتی خسارہ	جولائی تا دسمبر	1.8	1.9	3.6
تجارتی خسارہ	جولائی تا جنوری	5.9	6.2	7.9
جاری حسابات کا خسارہ	جولائی تا جنوری	2.7	3.6	4.8

1 اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کے پاس

2 پورے سال کی جی ڈی پی کی بنیاد پر۔ م س 08ء کے لیے سال کی تخمین شدہ جی ڈی پی استعمال کی گئی ہے۔

م س = مالی سال

تاہم بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن، خصوصاً مالیاتی اور جاری حسابات کے خساروں کی وجہ سے معاشی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں اور گرانی کا دباؤ بڑھ رہا ہے۔ دوسری طرف بین الاقوامی قرضہ منڈی میں جاری ہلچل کے اثرات سے پاکستانی معیشت زیادہ تر محفوظ رہی ہے۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارے میں اضافہ گذشتہ سال سے زیادہ تشویشناک مضمرات رکھتا ہے۔ پچھلے دو برسوں میں بھی مالیاتی خسارے میں کسی قدر اضافہ ہوا لیکن یہ دو وجوہات کی بنا پر زیادہ پریشان کن نہیں رہا، (ایک) محاصل کی نمو مستحکم رہی، اور (دوم) اخراجات میں اضافہ زلزلہ زدہ علاقوں کی تعمیرِ نو کی وجہ سے ہوا، اور یہ اخراجات آئندہ چند برسوں میں کم ہو جائیں گے (اگر ان اخراجات کو الگ کردیں تو مالیاتی خسارہ خام ملکی پیداوار کے 4 فیصد سے کم رہا)۔ دونوں برسوں کی پہلی ششماہی کے دوران جاری اخراجات پورے سال کی جی ڈی پی کے 7 فیصد سے کم تھے۔ اس کے برعکس مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ سالانہ جی ڈی پی کے 3.6 فیصد کے لگ بھگ ہے جو پچھلے دو برسوں کے اسی عرصے کی شرحوں سے تقریباً دگنا ہے۔ اس کا سبب محاصل کی نمو میں کمی اور بڑھتے ہوئے جاری اخراجات ہیں۔

مالی سال2008ء کی پہلی ششماہی میں محاصل کی نمو کی سست رفتاری جزوی طور پر کم ہوجانے کا امکان ہے کیونکہ اگلی ششماہی میں خاصے غیر ٹیکس محاصل متوقع ہیں۔ تاہم اکٹھا کیے گئے ٹیکسوں کی نمو پچھلے سال کی نسبت سست رہنے کا امکان ہے۔ ایک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ہوسکتا ہے اس سال کے لیے مالیاتی خسارے کا تخمینہ اصل خسارے سے کم لگایا گیا ہو۔ شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ جولائی تا فروری م س08ء میں ایندھن کے نرخوں پر زراعانت کا کم از کم کچھ حصہ حکومتی کھاتے سے حاصل نہیں کیا گیا۔[1]

چنانچہ مالی سال کے بقیہ حصے میں مالیاتی خسارہ کم کرنا دشوار ہوگا، اگرچہ ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ مالیاتی خسارے کی وجہ سے مجموعی طلب بڑھتی ہے جس سے براہ راست زری مجموعوں میں اضافہ ہوا اور گرانی کا دباؤ بڑھ گیا، زری انتظام میں پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور جاری حسابات کے خسارے میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ بین الاقوامی کریڈٹ ایجنسیاں مالیاتی خسارے کو پاکستان کی ریاستی کریڈٹ درجہ بندی کے حوالے سے ایک منفی پہلو قرار دے چکی ہیں۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور کمزور بیرونی محاصل نے جولائی تا یکم مارچ م س2008ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کو بڑھا کر359.3ارب روپے تک پہنچا دیا جو ریکارڈ ہے جبکہ پچھلے مالی سال کے اسی عرصے میں یہ 25.6 ارب روپے تھی۔ اس قرض گیری کی وجہ سے زر وسیع (زر2) کی نمو17.6فیصد (سال بسال) تک پہنچ گئی، جس سے زری پالیسی کو سخت کرنے کی اسٹیٹ بینک کی کوششیں رائیگاں گئیں۔

مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کا وہ طریقہ ہے جو بہت زیادہ گرانی کا باعث بنتا ہے۔ اور غالباً اس کی وجہ سے ملک میں گرانی کی حالیہ لہر آئی ہے۔ اس کے اثرات عالمی سطح پر نرخوں کے غیر متوقع اضافے کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئے۔ اس کے علاوہ مقامی منڈیوں میں مقابلے کی فضا کی عدم موجودگی اور کچھ رسدی مسائل کی وجہ سے غذائی اشیا کی قیمتوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ پریشان کن امر یہ ہے کہ حکومت کے پاس گرانی کا دباؤ کم کرنے کے طریقے محدود ہیں۔ اگر حکومت ایندھن پر زرِاعانت کم کرتی ہے تو اس سے قلیل مدت میں گرانی بڑھے گی۔ دوسری طرف حکومت کے پاس مختلف مدّات میں زرِاعانت دینے کی مالیاتی استعداد بھی محدود ہے۔ لٰہذا یہ ضروری ہے کہ جو بھی زراعانت دیا جائے اس کا ہدف احتیاط سے مقرر کیا جائے اور اس کا دائرہ محدود ہونا چاہیے۔

مزید برآں، پالیسی اقدامات ایسے نہیں ہونے چاہئیں جن سے قیمتوں کے نظام میں خلل واقع ہو۔ قیمتوں کے نظام کا درست کام کرنا سرمایہ کاری اور پیداواری سرگرمیوں کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ مستقبل میں اشیاء کی قلت ختم کی جاسکے اور اخراجات قابو میں رہیں۔ مثال کے طور پر ایندھن کے نرخوں پر زراعانت کے ذریعے ملکی معیشت میں لاگت کے موجودہ دباؤ کو کم کرنے کی حکومتی خواہش کا نتیجہ جاری حسابات کے خسارے میں اضافے کی صورت برآمد ہوا، کیونکہ مجموعی طلب عالمی قیمتوں میں اضافہ سے ہم آہنگ نہ تھی۔[2]

[1] مختلف اداروں (خصوصاً تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں) کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لیے غیر اداشدہ نرخوں کے تفرق کے دعوے استعمال کرنے کے بجائے حکومت نے ضمانتیں فراہم کیں جن کے عوض یہ سرکاری و نجی ادارے مالی اداروں سے قرض لے سکتے تھے۔ اس قسم کی مالکاری سے صرف یہ ہوتا ہے کہ مالکاری کی لاگت رواں مالی سال سے آئندہ برسوں (جب اصل زر ادا کرنا ہوتا ہے) کے مالیاتی خسارے کو منتقل ہوجاتی ہے۔

[2] یہ بات قابل ذکر ہے کہ جولائی تا جنوری م س08ء کے دوران درآمدات میں اضافے کا لگ بھگ 21 فیصد تیل کے اخراجات کی وجہ سے تھا۔

جاری حسابات کے خسارے کی نمو بھی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومتی اخراجات میں بہت زیادہ اضافے نے معیشت میں مجموعی طلب کو بڑھایا۔ جاری حسابات کے خسارے پر اہم منڈیوں میں ٹیکسٹائل کی طلب میں کمزوری کی وجہ سے بھی مزید دباؤ آیا۔ جولائی تا جنوری م س08ء کے دوران امریکہ اور یورپی یونین دونوں میں ٹیکسٹائل کی درآمدات کی رفتار خاصی سست ہوئی (دیکھئے جدول 1.2)۔اس کے علاوہ دسمبر 2008ء میں کاروبار بند ہونے کی وجہ سے پاکستان کی ٹیکسٹائل کی برآمدات بھی متاثر ہوئیں۔[3]

جدول 1.2: ٹیکسٹائل کی مجموعی درآمدات کی نمو

	کیلنڈر سال 06ء	**کیلنڈر سال 07ء**
یورپی یونین *	8.3	4.7
امریکہ **	6.4	1.3

* ماخذ: یورواسٹیٹ (2007ء کے لیے جولائی تا اکتوبر کے اعداد و شمار دستیاب ہیں)

** ماخذ: امریکی کیلنڈر سال 07ء سینسس بیورو (جولائی تا نومبر کے اعداد و شمار دستیاب ہیں)

جاری حسابات کے خسارے کے مجموعی توازن پر منفی اثرات مالی و سرمایہ کھاتوں میں عدم توازن کی وجہ سے اور گھمبیر ہو گئے۔ جولائی تا جنوری م س08ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا مگر جز دانی سرمایے کا بہاؤ ملک سے باہر کی جانب رہا۔

اس صورتحال سے تین نکات واضح ہوتے ہیں:

(1) جاری حسابات میں مسلسل خسارہ ملک کے معاشی استحکام کے لیے خطرات کا باعث ہے۔ پچھلے چند برسوں سے پاکستان سرمایہ کاری کے حوالے سے سازگار ملکی اور بین الاقوامی حالات کی بنا پر، جن سے ملک کے اندر بڑی رقوم آئیں، جاری حسابات کا خسارہ آسانی سے برداشت کر رہا تھا اور اس کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوا۔ تاہم ملکی معیشت پر دباؤ اور عالمی سرمایہ منڈیوں کی نسبتاً کم سازگار صورتحال کے پیش نظر یہ حکمت عملی اب خطرے سے خالی نہیں ہوگی۔

(2) جز دانی سرمایہ کاری میں آنے والی تبدیلیوں کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ ان رقوم پر انحصار کم کیا جائے اور ملکی بچتوں میں اضافہ کیا جائے۔ خاص طور پر مؤخر الذکر سے بازار کی گہرائی بڑھے گی اور بیرونی رقوم پر، جو تغیر پذیر ہوتی ہیں، انحصار گھٹے گا۔

(3) پاکستان کے انفرا اسٹرکچر کو بہتر بنانے کی ضرورت اور درآمدی مال پر انحصار کو دیکھا جائے تو جاری حسابات کے خسارے کو قابل برداشت حد پہ رکھنے کے لیے برآمدات کا بڑھانا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مؤثر ترین طریقہ مہنگائی اور کاروباری لاگتوں میں کمی لانا ہے۔

ملک میں بدامنی اور بیرونی دھچکوں کے پیش نظر اسٹیٹ بینک کا اندازہ یہ ہے کہ مالی سال 2008ء میں حقیقی خام ملکی پیداوار میں شرح نمو 6 سے 6.5 فیصد کی حد میں رہے گی (دیکھئے جدول 1.3)۔ نمو کی یہ کم سطح بھی بہرحال مناسب ہے۔ بنیادی طور پر اشیا کی عالمی قیمتوں میں غیر متوقع اضافہ ہی معیشت میں گرانی کے دباؤ کا سبب ہے۔ مالیاتی محرکات کی وجہ سے اس دباؤ میں اور شدت آئی ہے۔ نتیجے کے طور پر اس بات کا امکان ہے کہ مالی سال 2008ء کی گرانی 8 سے 9 فیصد کی حد میں ہوگی جو سال کے 6.5 فیصد کے ہدف سے خاصی زیادہ ہے۔

اشیا کی بلند عالمی قیمتوں اور اس کے ساتھ مستحکم ملکی طلب کی عکاسی م س08ء کے دوران بگڑتے ہوئے بیرونی عدم توازن سے بھی ہوتی ہے۔ بہرحال بڑھتے ہوئے بیرونی عدم توازن پر قلیل مدت میں قابو نہیں پایا جا سکتا۔ م س08ء کے دوران جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 6 فیصد

[3] عید کی طویل تعطیلات کے اثرات سابق وزیر اعظم کے قتل بعد پیدا ہونے والی سیاسی ہلچل کی وجہ سے دو چند ہو گئے۔

کے لگ بھگ ہونے کی توقع ہے، جو بڑھتی ہوئی درآمدات اور کم ہوتی ہوئی برآمدات کا مظہر ہے۔

1.2 خلاصہ

1.2.1 حقیقی پیداوار کا شعبہ

زراعت

وسط فروری 2008ء تک دستیاب معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ زراعت کے شعبے میں مالی سال کے دوران مناسب نمو کا امکان ہے۔ تاہم سال کے لیے 4.8 فیصد نمو کا ہدف حاصل کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ گنے اور مکئی کی ریکارڈ پیداوار، گندم کی متوقع اچھی فصل اور چھوٹی فصلوں کی ہدف سے زیادہ نمو کے باوجود خریف کی اہم فصلوں (کپاس اور چاول) کی مایوس کن کارکردگی کے اثرات پر قابو پانا دشوار ہوگا۔ اسی طرح گلہ بانی کی نمو گو کہ مستحکم رہنے کی توقع ہے تاہم برڈ فلو کی حالیہ وبا کے باعث یہ شعبہ جزواً متاثر ہوسکتا ہے۔

جدول 1.3: اہم معاشی اظہاریے

	م س07ء	م س08ء	
	عبوری اعداد وشمار	اصل ہدف	اسٹیٹ بینک کا تخمینہ
شرح نمو (فیصد)			
جی ڈی پی	7.0	7.2	6.0 - 6.5*
گرانی	7.8	6.5	8.0 - 9.0
زری اثاثے (زر2)	19.3	13.7**	15.5 - 17.5
ارب امریکی ڈالر			
برآمدات (ایف او بی، بی او پی ڈیٹا)	17.1	18.9	19.7
درآمدات (ایف او بی، بی او پی ڈیٹا)	27.0	29.6	32.1
برآمدات (ایف او بی، کسٹم ڈیٹا)	17.0	19.2	19.2
درآمدات (سی آئی ایف، بی او پی ڈیٹا)	30.5	32.3	35.1
کارکنوں کی ترسیلات	5.5	5.8	6.0 - 6.5
جی ڈی پی کا فیصد			
میزانیہ توازن	-4.3	-4.0***	-5.2
جاری حسابات کا توازن	-5.3	-5.0	-6.0

(*) تخمین شدہ حدود کپاس کی ایک کروڑ 27 لاکھ گانٹھوں اور 2 کروڑ 40 لاکھ ٹن گندم پر مبنی ہیں

(**) اس کا اعلان جولائی تا دسمبر م س08ء کے زری پالیسی بیان میں کیا گیا۔

(***) بجٹ تخمینے

بیشتر زرعی اشیا کی بین الاقوامی مہنگائی کے ساتھ فصلوں کی نسبتاً ناقص کارکردگی سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ یہ شعبہ نہ صرف فطرت کے تغیرات سے متاثر ہوسکتا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی اصلاحات کی ہنگامی بنیادوں پر ضرورت ہے جن میں کاشتکاروں کو بہتر ترغیبات فراہم کی جائیں اور انفراسٹرکچر کی خامیوں کی وجہ سے ہونے والے زیاں سے بچا جاسکے۔ کھیت سے بازار تک سڑکوں کی تعمیر، زرعی اشیا کی ذخیرہ کاری اور چھوٹے کارخانوں پر سرمایہ کاری سے بھی ضیاع کم ہوسکتا ہے اور زراعت میں قدر اضافی بڑھ سکتی ہے۔

شعبہ زراعت کو قرضوں کی تقسیم م س08ء کے جولائی تا جنوری کے عرصے میں 23.8 ارب روپے بڑھ کر 104.8 ارب روپے ہوگئی۔ اس اضافے کا بڑا محرک کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں کی فراہمی میں تیزی تھی۔ غیر زرعی قرضے میں اضافے نے بھی اس عرصے میں زرعی قرضے کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مزید یہ کہ کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں میں اضافے نے بھی تخصیصی بینکوں کے قرضوں کی کمی کی تلافی کردی۔ کھادوں کے مجموعی استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت کمی دیکھی گئی۔ یہ نمو صرف یوریا کے استعمال میں اضافے کی وجہ سے ہوئی۔ ڈی اے پی کھاد[4] پر خاصا زر اعانت دیے جانے کے باوجود اس کے استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں

[4] کاشتکاروں کو کھادوں کا متوازن آمیزہ استعمال کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ڈی اے پی کھاد کے 50 کلوگرام کے تھیلے پر 470 روپے کی زر اعانت میں مالی سال 2008ء کی فصلوں کے لیے توسیع کردی گئی۔

تیزی سے کمی ہوئی کیونکہ بین الاقوامی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

پاکستان کے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کو مالی سال 2008ء کے آغاز سے ہی مشکلات کا سامنا ہے۔ پچھلے برسوں کی شاندار کارکردگی کے مقابلے میں نسبتاً سست رفتار نمو کا باعث ملکی اور غیر ملکی عوامل بنے ہیں۔ ان عوامل میں عالمی گرانی، ملک میں توانائی کے مسائل اور (خصوصاً ٹیکسٹائل کی برآمدات کی) طلب میں کمی شامل ہیں۔ 27 دسمبر 2007ء کے واقعے کے بعد ہونے والے معاشی نقصانات سے سالانہ ہدف پورا ہونے کے امکانات اور کم ہوگئے ہیں۔ بحیثیت مجموعی مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سست رفتاری 15 میں سے 11 صنعتی گروپوں میں پائی گئی۔ ان میں کاغذ اور گتا، دھاتیں، کھاد اور الیکٹرانکس کی صنعتوں کی پیداوار میں کمی ہوئی۔ ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ان شعبوں کے برعکس دواسازی، پٹرولیم، سیمنٹ، انجینئرنگ اور لکڑی کی صنعتوں میں مستحکم نمو دیکھنے میں آئی۔

بہرحال مجموعی طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی صورتحال کا انحصار زیادہ تر سیاسی منظرنامے، امن وامان کے حالات اور توانائی کا بحران ختم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی کامیابی پر ہوگا۔

شعبہ خدمات

خدمات کے شعبے کے زیادہ تر اظہاریے مالی سال 08ء کے ابتدائی مہینوں میں مستحکم نمو کی عکاسی کرتے ہیں۔ درآمدات میں خاصے اضافے کی وجہ سے تھوک اور خردہ فروشی (خدمات کے شعبے میں جس کا حصہ نصف سے زائد ہے) کے شعبے کی کارکردگی اچھی ہونے کا امکان ہے۔ اس ذیلی شعبے کو ملکی اور غیر ملکی اسٹوروں کے بڑھتے ہوئے سلسلے سے بھی فائدہ ہونے کی توقع ہے۔

اسی طرح نقل وحمل کے شعبے میں تھوڑی بہت کمزوری کی تلافی حکومت کی لبرل پالیسیوں کی بنا پر الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اور ٹیلی مواصلات کی مستحکم نمو اور اس شعبے میں حالیہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے ہوسکتی ہے۔ خاص طور پر موبائل فون کے شعبے میں توسیع متاثر کن ہے جہاں سیلولر ڈینسٹی جولائی 2006ء سے دسمبر 2007ء کے دوران دگنے سے بھی بڑھ گئی ہے۔

بینکاری شعبے کی نفع آوری میں بہتری اور دیگر مالی اداروں کی قدرِ اضافی میں کچھ بہتری کی بنا پر مالیات اور بیمے کے ذیلی شعبے میں بھی نمو میں تیزی آنے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں نظم عامہ ودفاع اور کمیونٹی اور سماجی خدمات کی قدرِ اضافی کی نمو خدمات کے شعبے میں تیزی کا سبب بنے گی۔

1.2.2 قیمتیں

مجموعی طلب کی نمو کو محدود رکھنے کی مرکزی بینک کی کوششوں کے باوجود مالی سال 2008ء میں جولائی تا فروری کے پورے عرصے کے دوران ملکی معیشت میں گرانی کا دباؤ مسلسل بڑھتا رہا، بالخصوص اس عرصے کے اختتامی مہینوں میں یہ مزید تیزی سے بڑھا۔ صارف اشاریہ قیمت (ص ا ق) گرانی فروری 2008ء میں 11.3 فیصد تک بڑھ گئی جبکہ پچھلے سال جون میں یہ 7 فیصد تھی۔ یہ گرانی نہ صرف توسیعی مالیاتی پالیسی کا مظہر ہے

بلکہ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں کی غیر متوقع قوت کا اظہار بھی ہے۔ غذائی اجناس کی قیمتوں کے اثرات دوچند ہونے کی وجہ شاید ملکی منڈی میں مقابلے کی فضا کی عدم موجودگی اور رسد میں آنے والا بگاڑ بھی ہے۔

غذائی گرانی نے ستمبر 2007ء سے زور پکڑنا شروع کیا اور یہ فروری 2008ء میں 16 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ ایک ماہ پہلے یعنی جنوری 2008ء میں یہ 18.2 فیصد تک تھی جو کہ اپریل 1995ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ مسلسل غذائی گرانی اب غیر غذائی اشیاء کی قیمتوں پر بھی دباؤ ڈال رہی ہے۔ غیر غذائی گرانی کا ایک سبب توانائی کی بلند قیمتیں بھی ہیں۔ نظر یہ آرہا ہے کہ غذائی اشیا اور توانائی کی قیمتوں میں مستقل اضافہ دوسرے مرحلے کے وسیع اثرات کو جنم دے رہا ہے۔ اس خیال کو قوزی گرانی کے دونوں پیمانوں میں جون 2007ء سے مسلسل اضافے سے تقویت ملتی ہے۔ سال بسال بنیاد پر غیر غذائی غیر توانائی قوزی گرانی فروری 2007ء کی 6 فیصد سے بڑھ کر فروری 2008ء میں 8.1 فیصد ہوگئی (یہ ستمبر 2005ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے)۔

مستحکم مجموعی طلب کی بنا پر گرانی کا دباؤ اجناس (غذا اور ایندھن دونوں) کی بین الاقوامی مہنگائی، رسد کی خامیوں اور منڈی کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے بڑھ گیا تاہم مؤخر الذکر سے مالیاتی اور انتظامی اقدامات کے ذریعے واضح طور پر نمٹا جاسکتا ہے۔ تاہم اس حقیقت کے پیش نظر کہ لاگتوں کو بڑھانے والا گرانی کا یہ دباؤ دوسرے مرحلے کی گرانی کے چکر کو جنم دے سکتا ہے، زری سختی کو قائم رکھنا لازمی تھا اور اسی ضرورت کے سبب اسٹیٹ بینک نے زری سختی کا فیصلہ کیا۔ تاہم معیشت میں موجود اضافی طلب کے اخراج کے لیے کیے گئے زری اقدامات کو مالی نظم وضبط بڑھانے کے ساتھ ساتھ انتظامی اور ایسے پالیسی اقدامات کی بھی ضرورت ہے جو منڈی میں آنے والے بگاڑ کو دور کرسکیں۔

1.2.3 زر اور بینکاری

غذائی اشیا کی قیمتوں میں مسلسل اضافے اور تیل کی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی لاگت نے پہلی ششماہی کے دوران گرانی کے دباؤ میں غیر متوقع اضافہ کیا۔ ساتھ ہی معاشی استحکام کو لاحق خطرات بھی خاطر خواہ حد تک بڑھ گئے۔ ان خطرات کی عکاسی مالیاتی اور بیرونی حسابات میں خسارے کی بلند سطح سے ہوتی ہے، جو زری پالیسی فریم ورک میں دیے گئے تخمینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس صورتحال نے اگست 2007ء میں زری سختی کے اقدامات کا اثر زائل کردیا اور گرانی کے دباؤ میں مزید اضافے کا خطرہ پیدا کیا۔ ساتھ ہی وسط سے طویل مدت میں پاکستان کی معاشی نمو کے امکانات کو لاحق خطرات واضح نظر آرہے ہیں۔

بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ اور اس کی مالکاری بھی مالی سال 2008ء کے زری پالیسی فریم ورک کے لیے شدید مشکلات پیدا کرسکتی ہے۔ معیشت میں مجموعی طلب کے دباؤ میں اضافے کے علاوہ ملکی ذرائع سے مالیاتی خسارے کی مالکاری کے نتیجے میں مرکزی بینک سے میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہ قرض گیری زیادہ تر گرانی کے رجحان کی حامل ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ حکومت اپنے قرضے واپس کرتی جیسا کہ اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی بیان جولائی تا دسمبر 2008ء میں سفارش کی گئی تھی، جولائی تا یکم مارچ 2008ء میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری بڑھ کر 359.3 ارب روپے ہوگئی۔ میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے ہونے والا اضافہ یکم مارچ 2008ء تک زر کے پھیلاؤ میں 17.6 فیصد اضافے کا سبب بنا۔ یہ صورتحال اسٹیٹ بینک کے لیے تشویش کا باعث ہے کیونکہ زر کی نمو کی بلند سطح آنے والے مہینوں میں معیشت میں طلب

کے دباؤ میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔

اس لیے، اسٹیٹ بینک نے صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جارحانہ پالیسی اختیار کرتے ہوئے اپنے پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید 50 بیسس پوائنٹس کا اضافہ کرکے اسے 10.5 فیصد کردیا ہے جبکہ بینکاری نظام کے مطلوبہ نقد محفوظ کی شرح طلبی امانتوں پر 100 بیسس پوائنٹس بڑھادی گئی۔ یہ اضافہ یکم فروری 2008ء سے نافذ العمل ہوگیا ہے۔

اسٹیٹ بینک یہ سمجھتا ہے کہ زری پالیسی قیمتوں میں استحکام پیدا کرکے طویل مدتی معاشی نمو میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ وسط مدت میں مستحکم قیمتیں پیداوار میں اتار چڑھاؤ سے بھی بہتر طور پر نمٹنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ اس پس منظر میں بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن کا مسئلہ حل کرنا لازمی ہوجاتا ہے کیونکہ یہ عدم توازن نہ صرف گرانی کے دباؤ میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ معاشی نمو کے امکانات کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

طویل مدت میں نمو کی بلند سطح کو حاصل کرنے کے لیے گرانی کی پست اور مستحکم سطح بے حد ضروری ہے اور یہ زری و مالیاتی پالیسیوں کی ہم آہنگی کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اس لیے یہ بات بے حد اہمیت کی حامل ہے کہ حکومت اپنے مالیاتی نظم وضبط میں بہتری لاتے ہوئے زری پالیسی فریم ورک کی سفارشات کے مطابق مرکزی بینک سے حاصل کردہ قرض کو واپس کردے۔ بصورت دیگر، گرانی کی پست اور مستحکم سطح کے حصول کے لیے درکار وقت میں توسیع ہوسکتی ہے، جس کے نتیجے میں دیگر اقتصادی عاملین سے مطابقت کی لاگت بڑھ جائے گی۔

دستیاب اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 11.7 فیصد اضافہ ہوا ہے، جو کہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تھوڑا سا کم ہے۔ جاری سرمائے کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ (1) قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کی وجہ سے بجلی کے منصوبے (آئی پی پیز) اور تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیاں (او ایم سیز) اپنی جاری سرمائے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بینکاری ذرائع سے رجوع کررہی ہیں (2) ملکی و عالمی منڈیوں میں خام مال کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ انہی وجوہات کی وجہ سے کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہوگیا ہے۔

اگرچہ متعدد صنعتوں میں معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں کی طلب میں اعتدال آیا ہے تاہم یہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ صنعتیں حالیہ برسوں میں اپنی سرگرمیوں میں پہلے ہی توسیع کرچکی تھیں جبکہ کچھ صنعتیں غیر ملکی کرنسی کے قرضے اور سرمایہ کاری اور قرضہ جاتی وثیقہ جات کے اجرا کا طریقہ استعمال کررہی ہیں۔

1.2.4 مالیاتی صورتحال

مالیاتی کارکردگی کے اظہاریوں میں جو خرابی سال کی پہلی سہ ماہی میں نظر آئی تھی وہ دوسری سہ ماہی میں مزید بڑھ گئی کیونکہ محاصل کی نمو پہ جمود طاری رہا اور حکومتی اخراجات بڑھتے رہے۔ نتیجتاً سال کی پہلی ششماہی میں میزانیے کا خسارہ جی ڈی پی کی شرح فیصد کے اعتبار سے پچھلے دو برسوں سے دگنا ہوگیا۔ علاوہ ازیں محاصل کا خسارہ اور بنیادی میزانیے کا خسارہ دونوں پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہوگئے ہیں۔

مالی سال کی بقیہ دو سہ ماہیوں میں مالیاتی کارکردگی بہتر ہونے کی توقع ہے کیونکہ اخراجات میں زیادہ نظم وضبط کے ساتھ محاصل میں بہتری بھی متوقع ہے۔[5] تاہم امکان ہے کہ سالانہ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 4 فیصد کے ہدف سے بڑھ جائے گا۔ اس کے علاوہ مالی سال2008ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کی جانب سے54.6 ارب کے واجبات کا اجرا بھی مالیاتی حوالے سے باعث تشویش ہے۔

1.2.5 بیرونی شعبہ

ادائیگیوں کا توازن

مالی سال2008ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں جو معمولی سی بہتری آئی تھی، خدشے کے عین مطابق پاکستان اسے برقرار نہیں رکھ پایا اور یہ خسارہ بعد کے مہینوں میں تیزی سے بڑھ گیا۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کا بڑھتا ہوا جاری حسابات کا خسارہ سال بسال47.1 فیصد بڑھ گیا جبکہ گذشتہ مالی سال اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 51 فیصد رہا تھا۔ مالی سال2008ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد جاری حسابات کے خسارے میں آنے والی خرابی میں جن چیزوں نے اہم کردار ادا کیا ان میں تیل کے اخراجات میں اچانک ہونے والا اضافہ، بڑے طیارے کی درآمد پر یک بارگی ادائیگی، دسمبر2007ء میں سیاسی افراتفری کے اثرات اور کولیشن سپورٹ فنڈز کی وصولی میں تاخیر شامل ہیں، ان تمام کے اثرات اتنے زیادہ تھے کہ انہوں نے ترسیلاتِ زر میں پائیدار اضافے کو بھی دھندلا کر رکھ دیا۔

جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے کے ملک کے مجموعی توازن پر اثرات اسی عرصے کے دوران مالی اور سرمایہ کھاتوں کے توازن میں آنے والی کمی کی وجہ سے اور شدید ہوگئے۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی صورتحال اگرچہ معمولی سی بہتر ہوئی، تاہم بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد میں1.4 ارب ڈالر کی یک لخت کمی آئی۔[6] اس کمی کی وجہ کچھ تو سیاسی خطرات کی وجہ سے ایکویٹی مارکیٹ سے سرمائے کا اخراج تھا اور کچھ دنیا بھر میں مالی افراتفری اور ملکی حالات کے تناظر میں عالمی امانتی وصولیوں کے مجوزہ اجرا میں ہونے والی تاخیر تھی۔[6] جزدانی سرمایہ کاری میں کمی کے اثرات کو دیگر قسم کی سرمایہ کاریوں بشمول ایف ای ناسٹر و اور قلیل مدتی قرضوں وغیرہ میں بڑے اضافے نے کسی حد تک کم کر دیا۔

چونکہ مالی حسابات کی فاضل رقم میں کمی بہت زیادہ نہ تھی اس لیے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی جاری حسابات کے خسارے میں تیزی سے اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔ فروری2008ء کے اختتام پر زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر کم ہو کر14 ارب ڈالر رہ گئے، جبکہ جون مالی سال2007ء کے اختتام پر یہ15.6 ارب ڈالر تھے۔

مزید برآں، جولائی تا جنوری مالی سال2008ء کے دوران بدتر ہوتے ہوئے بیرونی حسابات کے نتیجے میں پاکستانی روپیہ ڈالر کا مقابلہ نہ کرسکا اور اس عرصے میں پاکستانی روپے کی قدر میں3.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔

---

5 انتخابات کے بعد اخراجات میں اضافہ کرنے کی ترغیب موجود نہ ہوگی بلکہ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کو دیکھتے ہوئے حکومت نے دوسری ششماہی میں اخراجات بہت کم کر دیے ہیں۔

6 عالمی مالی منڈی میں خطرہ گریزیت میں عمومی اضافے کے اثرات پاکستان میں انتخابات سے قبل کی غیر یقینی صورتحال خصوصاً وزارت عظمیٰ کی ایک امیدوار کے قتل کے بعد دو چند ہو گئے۔ نتیجتاً پانچ سال بانڈ پر ریاستی تفاوت جون07ء میں140 بیسس پوائنٹ سے بڑھ کر جنوری08ء میں620 بیسس پوائنٹ ہو گیا۔

بیرونی تجارت[7]

بین الاقوامی سطح پر اشیا کی مہنگائی اور ملک میں کچھ اہم اشیا کے حوالے سے رسدی رکاوٹوں کی وجہ سے جولائی تا فروری کے عرصے میں درآمدات میں 21.9 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ اسی عرصے میں برآمدات کی نمو صرف 7.9 فیصد رہی۔ نتیجتاً تجارتی خسارے میں 3.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔

درآمدی بل کا لگ بھگ نصف اضافہ بین الاقوامی سطح پر تیل، کھادوں اور پام آئل وغیرہ کی مہنگائی کی وجہ سے ہوا۔[8,9] ملکی قلت کی وجہ سے گندم اور کپاس بھی درآمد کرنی پڑی۔ طیاروں، بحری جہازوں اور کشتیوں کے زمرے میں بڑی درآمد سے بھی درآمدی بل بڑھا۔ یہ تمام عوامل نہ ہوتے تو درآمدات کی نمو اور اس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ خاصا کم ہوتا۔[10] اگر ان عوامل کا لحاظ رکھ کر حساب لگایا جائے تو درآمدات کی نمو میں خاصی کمی سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ درآمدات کی حقیقی طلب کی نمو گھٹ گئی ہے جو جزوی طور پر اسٹیٹ بینک کی سخت زری پالیسی کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔

جولائی تا جنوری کے عرصے میں درآمدات کی نمو غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافے کی بنا پر ہوئی، خاص طور پر دیگر اشیا سازی اور پٹرولیم گروپوں کی وجہ سے، جبکہ ٹیکسٹائل کی نمو میں اس عرصے کے دوران 3.4 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی۔ ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی وسیع البنیاد تھی اور صرف سنتھیٹک ٹیکسٹائلز، تیار ملبوسات اور ٹیکسٹائل مصنوعات کی برآمدات میں نمو دیکھنے میں آئی۔

---

7 یہ تجزیہ وفاقی محکمہ شماریات کے عبوری اعداد و شمار پر مبنی ہے جس میں ترامیم ہوسکتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ 'ادائیگیوں کا توازن' کے سیکشن میں دیے گئے اعداد و شمار کے مطابق ہوں۔

8 50.2 فیصد درآمدات جن کے لیے نرخوں اور مقدار کے اعداد و شمار دستیاب تھے، کے نرخوں کا اثر جولائی تا جنوری م س 08ء کے درآمدی بل میں مجموعی اضافے کا لگ بھگ 49 فیصد تھا۔

9 تجارتی خسارے کا عمومی تجزیہ جولائی تا فروری م س 08ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ تاہم درآمدات و برآمدات کے تفصیلی رجحانات پر بحث جولائی تا جنوری م س 08ء کے عرصے کے حوالے سے ہے کیونکہ فروری 2008ء کے تفصیلی ماہانہ اعداد و شمار دستیاب نہیں۔

10 یہ دو عوامل نہ ہوتے تو جولائی تا جنوری م س 08ء کی درآمدی نمو صرف 4.6 فیصد ہوتی جو اس عرصے میں 7.9 ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ ظاہر کرتی ہے۔